دیار مجہول وزای فارسی نعرہ امر غیژیدن است کہ بمعنی بزانو وچہار دست وپا نشستہ رفتن است
مانند طفلان وبزیادت دال چنانکہ مصنف آوردہ دیدہ نشدہ شاید در بعضے نسخہ دال را
زائد کردہ باشند مثل کاف در کاشک واللہ اعلم تمّ کلامہ ظاہر ہے کہ غیژ امر او غیژیدن
مصدر برہان مین لکھا ہے اور یہان غیژد مع الدال آیا ہے اور دونون حرف روی کے
اصلی ورکار ہین کیا عجب کہ مثل غیژیدن کے غیژدن بھی مصدر آیا ہو جیسے گزاریدن اور
گزاردن وگستریدن اور گستردن وغیرہ اور غیژد ماضی اوس سے ہو اور کروژ دس حرف کروژ
بواو مجہول بمعنی نشاط واندوہ از لغات اضداد است کذا فی الغیاث اما حال دال را بر حال
دال غیژد قیاس باید فرمود تمّ کلامہ یہ قیاس صاحب حاشیہ کا بکار آمد نہین کہ برہان اور
کشف مین یہ لفظ بدون دال ہے اور یہان مع الدال اور دونون حرف روی کو اصلی رکھا
ہین سوا اسکے برہان مین کروژ بروزن خروس لکھا ہے اور یہان حرکت ماقبل ردف
مجہولہ چاہیے شاید کہ کروژدن بھی کوئی مصدر آیا ہو وہم واین دو حرف چون در مقاطع
شعر افتد آمزاد در وزن بجای یکحرف شمرند چنانکہ گفتہ ایم و روی مقید باشد نے توجیہ
ودرین جنس در قافیہ تازی واقع نباشد و اما اگر در مقاطع نباشد اتصال این دو حرف
یا بحرفے ساکن بود یا بحرفے متحرک و اگر بحرف ساکن بود چنانکہ در لفظ راستی روی مطلق
بود چہ ہر دو حرف روی را متحرک شمرند و اگر اتصال شان بحرفی متحرک بود چنانکہ گوئیم
راست شو اگر یکحرف وزن دیدہ شود تا بروزن فاعلن شود روی را یکحرف بیش نباشد
و اگر ہر دو حرف مستوفی در تلفظ آرند تا بروزن مفتعلن شود ہر دو حرف روی متحرک باشد
و روی درینصورت نے وصل باشد و بر جملہ چون روی دو حرف متحرک باشد منفصل باشد
بوصل اسم مجری بآن حرکت لائق تر باشد کہ بوصل پیوستہ بود و حرکت اول را آن اولی کہ
باسمی دیگر خوانند و ہمچنین چون ہر دو حرف متحرک باشند یا یکی و بوصل متصل نباشد اسم مجری
بران حرکتہا لائق نباشد واین حکمہا کہ گفتہ آمد خاص ست باین لغت ت اور یہ
دو حرف یعنی روی مضاعف کہ دونون ساکن ہین جب آخر شعر مین واقع ہوتے ہین
اونکو وزن مین بجای یکحرف شمار کرتے ہین جیساکہ کہا ہمنے اول کتاب مین اور روی

مقید ہوگی پس لئے توجیہ سے کے یعنی حقیقت مین مثلاً لفظ راست مین تا روی ساکن ہے اور
سین اوسکے ماقبل بقیاس تازی متحرک چاہیے تھا اور حرکت اوسکی توجیہ ہوتی اور یہان
سین دوسرا حرف روی کا واقع ہوا ہے اور ساکن ہے پس گویا روی ساکن ہے
بدون توجیہ کے اور اس قسم کا قافیہ تازی مین واقع نہین ہوتا بسبب اسکے کہ دو حرف
روی دونون ساکن اور ماقبل اونکے مدہ وہ بھی ساکن پس وقوع تین حرفون ساکن کا
آخر شعر تازی مین نہین ہوتا اور اگر یہ دو حرف آخر شعر مین نہون حشو مین ہون اتصال
ان دونون حرفون کا یا بحرف ساکن ہوگا یا بحرف متحرک اگر بحرف ساکن ہوگا جیساکہ
لفظ راستی مین کہ یا ساکن سے اتصال ہوا اس صورت مین روی مطلق ہوگی یعنی متحرک
اسواسطے کہ دونون حروف روی کو متحرک شمار کرتے ہین اور راستی کو بروزن فاعلن کہتے ہین
اور اگر اتصال اونکا بحرف متحرک ہو جیساکہ راست شو اگر اس مین ایک حرف وزدیدہ کیجیے
اور بروزن فاعلن کہیے روی پر ایک حرکت سے زیادہ نہوگی کسواسطے کہ ایک وزدیدہ
ہوگیا ایک حرف جو باقی رہا اوس پر ایک ہی حرکت چاہیے اور اگر دونون حرف مستوفی
اور تمام کردہ شد یعنی پڑھین تا بروزن مفتعلن ہو دونون حرف روی کے متحرک ہونگے
اور روی اس صورت مین بی وصل ہوگی اسواسطے کہ حرف وصل متحرک نہین ہوتا اور
منفصل نہین ہوتا اور بر جملہ یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ جب روی دو حرف متحرک ہونگے
اور وصل سے ملین گے جیسے لفظ راستی مین کہ بروزن فاعلن ہے نام مجرے کا اس
حرکت روی کو زیبا ہے کہ مجرے حرکت روی متحرک کو کہتے ہین اور یہان روی متحرک
وصل ساکن سے ملی ہے اور حرکت حرف اول کا بہتر یہ ہے کہ اور نام رکھین کسواسطے کہ
حرف روی دو ہین اور دونون متحرک ایک کی حرکت کا نام مجرے ہوا دوسری کا نام اور
چاہیے اور اسیطرح جب دونون حرف روی متحرک ہون جیسے راست شو مین بروزن مفتعلن
یا ایک حرف متحرک ہو دوسرا ساکن جیسے راست شو مین بروزن فاعلن اور وصل سے
متصل نہو جیسے یہان شو کا شین متحرک اور منفصل ہے وصل نہین ہوسکتا ہے حرف وصل
ساکن اور منفصل چاہیے اس صورت مین اسم مجری ان حرکتون پر لائق ہے اسواسطے کہ

مجری نام حرکت روی متحرک کا ہے جو متصل ہوتا ہے وصل سے اور یہان وصل نہین
اور روی متحرک ہے پس یہ احکام کہ کہے گئے خاص ہین لغت فارسی مین تازی مین یہ
صورتین قافیون کی نہین ہوتی ہم و اما وصل حرفی زائد باشد کہ بعد از روی آید از کلمہ منفصل
نبود و بعضی گفتہ اند وصل ازین شش حرف باشد تا و میم و شین و یا و دال و ہا چنانکہ در سخت
و سختم و سختش و سختی و گوید و گفتہ می آید ت و اما وصل ایک حرف زائد ہوتا ہے کلمہ سے
اور تکرار اسکی واجب ہوتی ہے اور بعد روی کے آتا ہے اور کلمے سے جدا نہین ہوتا
اور بعضون نے کہا ہے کہ وصل ان چھ حرفون سے ہوتا ہے تا میم شین یا دال ہا جیسا کہ
سخت اور سختم اور سختش اور سختی اور گوید اور گفتہ مین آتا ہے ہم و این حصر واجب نیست
چہ یا کہ در خطاب باشد مثلاً گوئی تو درین سختی یا در صفت چنانکہ در لفظ خوش سختی یا
در نسبت چنانکہ در شہری دیگر باشد و شبیہ بیا کہ در نکرہ آید مثلاً گوئی سختی از سخنہا یا
در تقدیر فعل چنانکہ گوئی اگر گفتمی و کاشکی گفتمی و بخواب دیدم کہ گفتی و این دو حرف باشد
و یکی گرفتہ اند ت اور یہ حصر چھ حرفون پر واجب نہین ہے اسواسطے کہ یای خطاب
جیسا کہ کہے تو کہ تو درین سختی یعنی تو بیچ اس بات کی ہے اور یاے کلمۂ توصیف جیسا لفظ
خوش سختی مین یعنی سخن خوش اور یای نسبت جیسا کہ شہری مین یعنی شہر کا رہنے والا
پس یہ یا اور ہے یعنی یاے معروف ہے اور شبیہ بیا یعنی یاے مجہول کہ نکرے مین
آتی ہے مثلاً کہے تو سختی از سخنہا یعنی کوئی سخن سخنو نسے یا تقدیر فعل مین ہوتی ہے یعنی
جس مین وقوع فعل ثابت نہو جیسا کہ کہے تو اگر گفتمے یعنی اگر کہتا مین و کاشکے گفتمے یعنی
کاشکے کہتا مین و بخواب دیدم کہ گفتی یعنی خواب مین دیکھا مینے کہ کہتا تھا اور ہی اور یہ
دو حرف ہین یعنی ایک یای معروف اور ایک شبیہ بیا یعنی یای مجہول اور عروضیون نے
ایک ہی لی ہی چھ حرفون مین ح یعنی شبیہ بیا کہ عبارت است از یای مجہول تحقیقت
حرف مرکب است از الف و یا و تفصیلش در اول کتاب گذشت ہم و نیز الف ندا چنانکہ
گوئی پسرا ازین قبیل است و خارج است از حروف مذکور ت اور الف ندا جیسا کہ کہے تو
پسرا یعنی ای پسر اسی قبیل سے ہے اور خارج ہے حروف شش گانہ مذکورہ سے

هم چنین کاف تصغیر چنانکه کوئی پسرک و در بعضی لغات بدل کاف تصغیر واو بود ت اور
اسیطرح کاف تصغیر جیسا کہ کہے تو پسرک یعنی پسر خرد اور بعضے لغت مین بدل کاف تصغیر کے
واو ہے یعنی پسرو مثال اوسکی شعر ہے مین نظری بیکسی ای پسرو چشم خوش تو کہ آفرین
باد برو ٭ هم و نون مصدر چنانکه در لفظ گفتن و کردن هم ازین قبیل است و خارج است
از حروف شش گانه ت اور نون مصدر جیسا کہ لفظ گفتن اور کردن مین ہے اسی قبیل سے ہے
اور خارج ہے حروف شش گانہ سے هم و بر جمله تحقیق درین موضع آنست که هر حرف
ساکن که جاری مجری این حروف باشد که بروی مطلق پیوندد تا کلمه بآن تمام شود از قبیل
وصل بود ت اور فی الجملہ تحقیق اس جگہہ یہ ہے کہ جو حرف ساکن کہ قائم مقام ان حروف کا ہو
کہ روی مطلق سے ملے تو کلمہ بسبب اوسکے تمام ہو قبیل وصل سے ہے هم و بدانکه قدما
الف اطلاق برسم عرب بکار داشته اند چنانکه گویند شودا و گویدا و از قبیل وصل شمرده
استعمال آن الف اصلا خطا ست چه عرب را الف و واو و یا از اشباع حرکات اواخر
کلمات حادث شود و عجم را اواخر کلمات متحرک نباشد پس آنجا حرکتی در افزودن و آن را
اشباع کردن تا حرفی حادث شود خروج باشد از لغت ت اور معلوم ہو کہ قدما نے
الف اطلاق کو مثل عرب کے استعمال کیا ہے جیسا کہ کہتے ہین شودا اور گویدا اور اس قبیل
وصل شمار کرتے ہین اور استعمال الف کا مطلقاً خطا ہے کسواسطے کہ لغت عرب مین الف
اور واو اور یا اشباع حرکات اواخر کلمات سے پیدا ہوتی ہین اور زبان عجم مین اواخر
کلمات متحرک نہین ہوتے پس زبان عجم مین ایک حرکت کا زیادہ کرنا اور اوسکو اشباع کرنا
یہان تک کہ ایک حرف پیدا ہو خروج ہے لغت سے یعنی یہ بات زبان عجم سے خارج ہے
هم و اما خروج درست تر آنست که در پارسی خروج نیست از جهت آنکه وصل متحرک نیست
و باین سبب یوسف عروضی که در تمهید قواعد عروض و قوافی پارسی مانند خلیل است در تازی
در ثنای حروف قوافی پارسی خروج نیاورده است ت و اما خروج ٹھیک یہ بات ہے
کہ پارسی مین خروج نہین ہے اس سبب سے کہ پارسی مین وصل متحرک نہین ہے
اور جب وصل متحرک ہو گا مگر حرف مابعد یعنی ردیف ہو جاے گی اور اسی سبب سے یوسف عروضی

کہ تمہید قواعد عروض وقوافی پارسی مین مانند خلیل کے نہ ہے تازی مین حروف قوافی فارسی
مین خروج نہین لایا ہے ہم وبعضی گفتہ اند چون حرف وصل متحرک شود وبحرفی
دیگر متصل گردد آن ساکن خروج باشد وحرکت وصل نفاذ چنانکہ گوئی زدمش وپسندمش
دال روی است ومیم وصل وشین خروج ست اور بعضے کہتے ہین کہ جب حرف وصل
متحرک ہوتا ہے اور ایک ساکن سے ملتا ہے وہ ساکن خروج ہے اور حرکت وصل کا
نام نفاذ ہے جیسا کہ کہے تو زدمش وپسندمش یعنی مارا مینے اوسکو اور پسند کیا مینے
اوسکو دال روی ہے اور میم وصل اور شین خروج ہم وباشد کہ خروج بحرکت وصل
باو پیوندد چنانکہ گوئی پسریش وخبریش ست اور کبھی خروج بحرکت وصل وصل ہوتا ہے
جیسا کہ کہے تو پسریش اور خبریش یعنی ایک پسر اوسکا اور ایک خبر اوسکی ہم وبعضے حرفی
دیگر را کہ بخروج پیوندد ہمبرین قیاس کہ در اتصال خروج بوصل گفتہ اند زائد نام نہادہ اند
چنانکہ درین قافیہ کہ زدہ امت وبستہ امت دال روی است وہائی کہ در حال حرکات
ہمزہ در تلفظ بدل اوست وصل ومیم خروج وتا زائد ست اور بعضے جب ایک حرف اور
خروج سے ملتا ہے اوسکو بر قیاس اتصال خروج بوصل زائد کہتے ہین اور بعضون نے
اوسکا نام مزید رکھا ہے جیسا کہ اس قافیہ مین زدہ امت وبستہ امت یعنی مارا ہے مینے
تجھکو اور باندھا ہے مینے تجھکو اس مین دال روی ہے اور وہ ہا کہ حالت تحریک مین ہمزہ تلفظ
مین بدل اوس ہا کے ہے وصل ہے اور میم خروج ہے اور تا زائد یا مزید ہے واز ینجا لازم آمد کہ
چون گویند اگر زدہ ایمت وبستہ ایمت یا حرفی دیگر کہ بیا باند زیادت شود بحقیقی دیگر احتیاج
افتد یا زائد زیادت انحرف روا باید داشت وشاید کہ ازین ہم زائد شود ست اور اس جگہہ سے
لازم آیا کہ جب کہین اگر زدہ ایمت وبستہ ایمت یعنی اگر مارا ہے مین تجھکو اور اگر لیا مین تجھکو
یا کوئی حرف اور کہ مثلاً یہ یا کے ہو اور زیادہ ہو کسی اور لقب کی حاجت پڑے اور وہ لقب
نائرہ ہے یعنی نافرہ اور نفرت کنندہ کہ سب حرفون سے کنارہ کش ہے پس زدہ ایمت
اور بستہ ایمت مین دال روی اور اوسکا بدل اوسکے حالت تحریک مین ہمزہ تلفظ مین
آتا ہے وصل اور میم خروج اور یا مزید اور تا نائرہ ہے اور مشابہ اسکے بہ مثال ہے

بیت دل کہ بدست تو سپردستمش * بازدہ اکنون کہ نبردستمش * دال روی اور سین
وصل اور تا خروج اور میم مزید اور شین نایرہ ہے یا زائد کو زیادہ ایک حرف سے روا رکھیے
یعنی نایرہ سے کچھ زائد گننے کہیے اور شاید کہ اس سے بھی زیادہ ہو مثال اوسکی یہ ہے
بیت آن دل کہ بدست تو سپردستیمش * ای جان بدہ اکنون کہ نبردستیمش * دال روی
اور سین وصل اور تا خروج اور یا مزید اور میم اور شین نایرہ ہم واولی آنکہ ہرچہ بعد از روی
وصل آید جملہ از حساب ردیف شمرند وہمچنین حرف وصل را چون متحرک شود از حساب
ردیف شمرند **ت** اور بہتر یہ ہے کہ جو حروف بعد روی اور وصل کے آئین سب کو حساب
ردیف سے شمار کرین اور اسیطرح حرف وصل کو بھی جب متحرک ہو حساب ردیف سے
جانیں **ح** وبنا برین قول لازم می آید کہ درین **بیت** آنکہ در مردمک دیدہ وطن ساختمش *
قدرش نشناخت چو اشک از نظر انداختمش * میم وشین را ردیف گویند وشاید کہ قایل این
قول برخلاف جمہور شعرا التزام کند تم کلامہ خلاف جمہور کیا بلکہ ایک جماعت شعرا کا بھی
مذہب ہے **م** وردیف در اصل خاص بود بزبان فارسی ومتاخران شعرای عرب از
پارسی گویان فرا گرفتہ اند وبکار میبرند واین حرفی باشد یا کلماتی کہ بعد از روی موصول
یا غیر موصول مکرر شود در ہمہ قوافی واعتبار در وی تکرار الفاظ است وبمعنی اعتبار نیست
چہ اگر ردیف در ہمہ قصیدہ بیک معنی بود یا بمعانی مختلف یا بعضی را معنی باشد وبعضی را
نباشد بسبب آنکہ بعضی بانفراد لفظی باشد وبعضی جزوی باشد از لفظی روا بود مثلاً
اگر قافیہ یاد وباد وشاد باشد وردیف شاہ ووقتی بمعنی ملک آید ووقتی بمعنی شاہ شطرنج
ودر میانہ یک قافیہ بادشاہ آید وشاہ درین لفظ جزوی از کلمہ است وبانفراد ہیچ معنی
ندارد ووقوع این جملہ در موضع ردیف یکسان باشد بی تفاوتی **ت** اور ردیف
اصل مین خاص بزبان فارسی ہے اور متاخران عرب نے فارسی گویوں سے اخذ کی ہے
اور استعمال کرتے ہین اور یہ ردیف حروف ہوتی ہین یا کلمات کہ بعد روی موصولہ
یا غیر موصولہ کے مکرر آتے ہین سب قوافی مین اور معتبر ردیف مین تکرار الفاظ ہے
معنی معتبر نہین اسواسطے کہ اگر ردیف تمام قصیدے مین ایک معنی پر ہو یا بمعنی مختلف

یا بعض کی معنی ہون و بعض کے معنی نہون بسبب اسکے کہ جداگانہ ایک لفظ ہو و بعض جزو لفظ ہو روا ہے مثلاً اگر قافیہ
یاد و باد و شاد ہو اور ردیف شاہ کہ بمعنی ملک کبھی بمعنی شاہ شطرنج اور درمیان مین ایک قافیہ بادشاہ کا
آئے اور شاد اس لفظ مین جزو کلمہ ہے اور تنہا کچھ معنی نہین رکھتا ہے وقوع ان سب کا
موضع ردیف مین یکسان ہے نہ تفاوت پس اگر کہے تو کہ شاہ بھی بمعنی بادشاہ ہے اور
بامعنی ہے کہین گے ہم کہ شاہ بانفراد بامعنی ہے نہ جزو بادشاہ هم و در ردیف مقدار را
اعتباری نیست چہ اگر تمامی مصراع مشتمل بر قافیہ و ردیف باشد روا بود چنانکہ در کثرت
اعتباری نیست در قلت هم اعتباری نیست و چون معنی ردیف روشن شد معلوم شد
کہ آنچہ بعد از روی و وصل آید اگر یک حرف باشد و اگر بزیادت جملہ از حساب ردیف باشد
ت اور ردیف مین مقدار معتبر نہین ہے اسواسطے کہ اگر تمام مصرع شامل ردیف و قافیہ ہو
روا ہے مثال یہ ہے **بیت** زر بہر بتان نثار کردم * سر بہر بتان نثار کردم * اور
جیسا کہ کثرت کا اسمین اعتبار نہین ہے قلت کا بھی اسمین اعتبار نہین ہے اور جب معنی
ردیف کے ظاہر ہوئے معلوم ہوا کہ جو کچھ بعد روی اور وصل کے آئے ایک حرف ہو
جیسے لفظ گردش مین شین یا زیادہ بجملہ حساب ردیف سے ہے هم اگر گوید کہ بدین
بیان لازم آید کہ وصل را هم اعتباری نبود و را هم از حساب ردیف شمرند گوییم کہ اگرچہ
حکم وصل در وجوب تکرار بعد از تمہید قافیہ حکم ردیف ست اما بسبب آنکہ بحرف وصل
استتمام کلمہ قافیہ و انقطاعش آنجا کہ بوصل متصل بود صورت می بندد و در ردیف خلاف
اینست چہ کالشی المباین است و وصل را بقافیہ تعلق بزیادت لازم است بخلاف ردیف
و آن سبب او را حکم مفرد نہادن واجب پس میان او و ردیف فرق ظاهر باشد اما
در خروج بخلاف اینست چہ وقوع خروج بعد از وقوع وصل تواند بود و چون وصل میان او
و روی فاصل گردد کالمباین شود پس حکمش حکم ردیف شود **ت** اگر کہین کہ اس بیان سے
لازم آتا ہے کہ وصل کو بھی اعتبار نہین ہے اور وصل کو بھی حساب ردیف سے گننا چاہیے
کہین گے ہم کہ اگرچہ حکم وصل کا وجوب تکرار مین بعد قافیے کے حکم ردیف کا ہے لیکن
اس سبب سے کہ تمام ہونا قافیے کا بے حرف وصل کے اور انقطاع اوس سے قافیے کا

جہان کہ وصل سے متصل ہوتا ہے صورت پذیر نہین ہے اور ردیف بخلاف اسکے ہر
یعنی تمامی قافیہ بے ردیف صورت پذیر ہے اسواسطے کہ ردیف مثل شئے غیر کے ہے
اور وصل کو قافیے سے ایسا تعلق ہے کہ زیادت اوسکی لازم ہے بخلاف ردیف کے
کہ زیادہ ہونا اوسکا لازم نہین ہے لہذا وصل کے واسطے حکم مفرد تجویز کرنا واجب ہے
یعنی وصل کے واسطے وہ بات ہے جو ردیف کے واسطے نہین ہے پس درمیان وصل
اور ردیف کے ایک فرق ظاہر ہے لیکن باب خروج مین بخلاف اسکے حکم ہے
اسواسطے کہ وقوع خروج کا بعد وقوع وصل کے ہوتا ہے اور جو وصل درمیان خروج
اور روی کے فاصل ہوتا ہے پس خروج مثل غیر کے ہے روی سے پس حکم خروج کا
حکم ردیف کا سا ہے مباینت مین حاصل یہ کہ وصل کو بسبب عدم مباینت کے روی سے
ردیف کہنا مناسب نہین اور خروج کو بسبب مباینت کے روی سے ردیف کہنا مناسب
هم و در لغت تازی چون ردیف معتبر نبود و است باعتبار خروج در حال تحرک وصل
احتیاج افتاده اما در لغت پارسی بسبب اعتبار ردیف از اعتبار وصل متحرک و خروج
استغنا حاصل است اور لغت تازی مین جو ردیف معتبر نہین ہے اعتبار خروج کی
بحالت تحرک وصل احتیاج ہوئی کہ بدون خروج تحریک وصل ممکن نتھی مگر لغت پارسی مین بسبب اعتبار ردیف کا
اعتبار وصل متحرک اور خروج سے استغنا حاصل ہے یعنی مناسب ہے کہ وصل متحرک
اور خروج کو پارسی مین داخل ردیف کرین کہ ردیف پارسی مین معتبر ہے هم
و با هم سخن شویم و گوییم ازین بحث روشن شد کہ حروف قافیہ در پارسی پنج است و حرکات
ا ردف ب روی مفرد ج حرف اول از روی مضاعف د حرف دوم از روی مضاعف ه وصل
هم پنج است ا حذو ب توجیہ ج مجری د حرکت مجہول کہ حرف اول روی مضاعف
را بود ه حرکتی کہ حرف دوم روی مضاعف را بود یا روی مفرد را بود در حال اتصال
بمتحرکی کہ بعد از روی آید تمت اور اصل مطلب پر آئین ہم اور کہین ہم کہ اس بحث سے
ظاہر ہوا کہ حرف قافیے کے پانچ ہین اول ردف دوم روی مفرد سوم حرف اول
روی مضاعف سے چہارم حرف دوسرا روی مضاعف سے پنجم وصل اور حرکتین بھی

پانچ ہین اول حذو یعنی حرکت ماقبل ردف دوم توجیہ یعنی حرکت ماقبل روی ساکن
سوم مجری یعنی حرکت روی متحرک چہارم حرکت مجہول کہ روی مضاعف سے جو سب پہلے
حرف سے ہے اوسپر ہوتی ہے جیسے حرکت بای بخیت اور رای ریخیت پنجم وہ حرکت جو
حرف دوم روی مضاعف پر ہوتی ہے یا روی مفرد پر ہوتی ہے درحالت اتصال
بمتحرک کہ بعد روی کے آتا ہے جیسے حرکت تای راست شوہین جو بروزن مفتعلن ہے
کہ تا متحرک ہے اور شین وصل کا بھی متحرک اسکو مجری کہنا چاہیے کہ مجری کہنا اوسکو
مناسب ہے جو روی حرف ساکن سے بلکہ متحرک ہو اور اسی طرح روی مفرد جیسے درد
جب حرف وصل متحرک سے ملے جیسے دردِ دل یہ حرکت بھی مجرے سے الگ ہے ہم
وہمچنانکہ ہرچہ زیادت از وصل باشد بعد از روی و مکرر شود وآنرا ردیف خوانند ہرچہ
زیادت از ردف باشد پیش از روی و مکرر شود از قبیل صنعت ہا باشد وآنرا بقافیہ
تعلق نباشد ت اور جسطرح جو کچھ کہ زیادہ وصل سے ہوتا ہے بعد روی کے
یعنی بعد وصل کے کہ وصل اور روی جدا نہین ہو سکتی اور مکرر آتا ہے اوسکو
ردیف کہتے ہین اوسیطرح جو کچھ کہ زیادہ ردف سے ہوتا ہے قبل روی کے
یعنی قبل ردف کے کہ ردف اور روی جدا نہین ہو سکتے اور مکرر آتا ہے وہ قبیل
صنائع سے ہے اور اوسکو قافیے سے کچھ تعلق نہین ہے ہم واگر آن مکرر لفظی باشد
چنانکہ گویند کرد یاد و کرد شاد چون قافیہ یاد و شاد باشد آن را حاجب خوانند الا آنکہ
تکرار حاجب واجب نبود بل از باب لزوم مالایلزم باشد چہ اگر رعایت کنند نوعی از صنعت
باشد واگر نکنند حرجی نباشد ت اور اگر وہ مکرر جو زیادہ ردف سے ہوتا ہے
ایک لفظ ہو جیسا کہ کہے تو کرد یاد اور کرد شاد چونکہ قافیہ یاد اور شاد ہے اوسکو
حاجب کہتے ہین مگر تکرار حاجب کی واجب نہین ہے بلکہ لزوم مالایلزم سے ہے اگر
رعایت اوسکی کرین ایک صنعت ہے اور اگر نکرین کچھ حرج نہین ہے معلوم ہو کہ
کبھی ایک لفظ حاجب ہوتا ہے جیسا کہ کرد یاد کرد شاد مین اور کبھی زیادہ جیسے اس
بیت مین بیت ہرچند رسد ہر نفس از یار غمی ✤ باید نشود رنجہ دل از یار دمے ✤

کہ اسمین ازار ویار دو لفظ حاجب ہین اور کبھی حاجب درمیان دو قافیون کے ہوتا ہے
جیسے اس رباعی مین **رباعی** ای شاہ زمین بر آسمان داری تخت * سست است عدو
تا تو کمان داری سخت * حملہ سبک آری وگران داری لخت * پیری تو بتدبیر و جوان داری
بخت * اور جو شعر کہ مشتمل حاجب ہوتا ہے اوسکو محجوب کہتے ہین محجوب حاجب لغت مین
بمعنی پردہ دار ہے پس یہ حاجب بھی گویا پردہ دار قافیہ ہے کہ قبل اوس کے ہے
و تکرار ردیف واجب بود مگر در ترجیعها یا انجا کہ شاعر بطریق بدعت ردیف بگرداند یا
ترک کند و ذکر علت و عذر ایراد کند و ہر بدعت کہ لطیف و مقبول بود نوعی از صنعت
باشد مثال تغییر ردیف بطریق بدعت آن است کہ کمال اصفہانی درین روزگار در قصیدہ کہ
بعضی را ردیف می آمد کردہ است و بعضی را می آید آوردہ است و مطلع قصیدہ اینست
بیت سپیدہ دم کہ نسیم بہار سے آمد * نگاہ کردم و دیدم کہ یار می آمد * و در موضع تغییر
باین نوع گفتہ است **بیت** ز بہر فال ز ماضی شدم بمستقبل * کہ این ایام چنین
خوشگوار می آید * زہی رسیدہ بجای کہ پیش خاطر تو * ہمہ نہان سپہر آشکار سے آید *
و انواع بدعت محصور نبود چہ تعلق آن بتصرف طبع ا منوط باشد **ت** اور تکرار ردیف کی
واجب ہے مگر ترجیع بند مین یا جہان کہ شاعر بطریق بدعت کے ردیف کو تبدیل کرے
یا ترک کرے اور ذکر علت کا اور عذر کا ایراد کرے اور جو بدعت کہ لطیف اور قبول ہو
ایک نوع کی صنعت ہے مثال تغیر ردیف کی بطریق بدعت کے کمال اصفہانی نے
اندنون ایک قصیدہ کہا ہے کہ بعض جا ردیف می آمد ہے اور بعض جا می آید ہے بیتین
مرقومہ متن مین اون مین لفظ فال بمعنی شگون ہے کہ شگون نیک لیا ہے یعنی موسم بہار کا
تا آیندہ بہار مجھکو نصیب ہو اور لفظ ایام بالفتح بمعنی آش ہے جیسا کہ رشیدی مین
لکھا ہے اور سند اوسکی یہی بیت لکھی ہے اور فرہنگ جہانگیری مین یہ لفظ بکسر ہے
اور اقسام بدعت محدود نہین ہین اسواسطے کہ تصرف طبائع سے متعلق ہین **م**

فصل ہفتم در انواع قوافی نزدیک فارسی گویان قافیہ در پارسی مجرد یا مردف بود
و مردوف را روی یا مفرد بود یا مضاعف و ہر یکی از مجرد و مردوف مفرد مطلق بود

یا مقید بود و ہر یکے یا موصول بود یا غیر موصول ست فصل ساتوین انواع قوافی پارسی مین ہے
پس قافیہ پارسی یا مجرد ہوتا ہے یا مردف مجرد یعنی خالی ردف سے مدہ جیسے جدا اور
روا اور جیسی زریبی اور پہلو اور راسو اور غیر مدہ جیسے خبر اور گذر مردف یعنی جسمین حرف
ردف ہو اوس مین مفرد ہو جیسے کار و بار اور حور اور نور اور شیر اور تیر یا غیر مدہ جیسے کرد اور
مرد اور بکر اور فکر اور مردف مضاعف یعنی جس مین دو حرف روی ہون جیسے ساخت
باخت سوخت دوخت بخیت ریخت اور ہر ایک مجرد اور مردف مفرد سے یا مطلق ہوتا ہے
یعنی روی متحرک یا مقید یعنی روی ساکن اور ہر ایک انمین یا موصول ہوتا ہے یا غیر موصول
تفصیل واسطے فہم مبتدی کے مرقوم ذیل ہے
بلے اقسام

مجرد				مردف مفرد			
مطلق یعنی متحرک		مقید یعنی ساکن		مطلق یعنی متحرک		مقید یعنی ساکن	
موصول	غیر موصول	موصول	غیر موصول	موصول	غیر موصول	موصول	غیر موصول

پس انواع مجرد و مردف مفرد ہشت بود چہار مطلق و چہار مقید ست یعنی قسمین مجرد کی
یعنی جو خالی ہے ردف سے اور مردف مفرد کی یعنی جسمین حرف ردف ہے اور
حرف روی ایک ہے آٹھہ ہین چار مطلق اور چار مقید تفصیل مفصلہ ذیل ہے

مطلقات مجرد و مردف مفرد				مقیدات مجرد و مردف مفرد			
مطلق مجرد موصول	مطلق مجرد غیر موصول	مطلق مردف مفرد موصول	مطلق مردف مفرد غیر موصول	مقید مجرد موصول	مقید مجرد غیر موصول	مقید مردف مفرد موصول	مقید مردف مفرد غیر موصول
پسری و خبری	پسر من خبر من	مردی و دردی	مردم یاردم	دمات و ثبات	خبر و گذر ہر نوع ...	مرد و درد و ...	مرد و درد
یا وصل	من ردیف	یا وصل	من ردیف	تا وصل ہو ردیف	لائق ردیف جیسے خبر مرا گذر مرا نقیبا اور پسر من خبر من مطلق جیسا کہ کہا گیا مطلق مین	بحث اجتماع سے ساکن ردف روی وصل	بحث اجتماع ساکنین لائق ردیف نہین دو ساکن یہان بیت کو ... روی مطلق ہو روی مقید ہو گی

مثال مطلقات اما مطلق مجرد موصول چنانکہ گوئی پسری خبری ست مثال مطلقات کی اول

مطلق مجرد

مطلق مجرد موصول جیساکہ کہے تو پسری او خبری رار روی مطلق اور یا وصل ہے مع ب
غیر موصول چنانکہ گوی پسر من و خبر من ت دوم مطلق مجرد غیر موصول جیساکہ کہے تو
پسر من اور خبر من را روی مطلق اور من ردیف ہے اور اس حرکت کو مجری کہنا زیبا
نہین کہ روی متحرک ہے بدون وصل کے پس یہ حرکت خاص ہے فارسی مین مع واما
ج مطلق مردف مفرد موصول چنانکہ گوئی مردی و دردی ت سوم مطلق مردف مفرد
موصول جیساکہ کہے تو مردی اور دردی اس مین را ردف اور دال روی مطلق اور یا
وصل ہے مع ر غیر موصول چنانکہ مرد من و درد من و غیر موصول در ہر دو نوع خبر با ردیف
نتواند بود چہ مقطع شعر متحرک نشاید اما موصول از ہر دو نوع با ردیف تواند بود ت
چہارم مطلق مردف مفرد غیر موصول جیساکہ مرد من اور درد من اس مین را ردف
اور دال روی مطلق اور من ردیف ہے اور غیر موصول دونون نوعون مین یعنے
مجرد اور مردف مین جیسے پسر من اور مرد من بجز ردیف ممکن نہین یعنی ایسا قافیہ
حشو بیت مین واقع ہوتا ہے آخر بیت مین نہین ہوسکتا اسواسطے کہ مقطع بیت متحرک
نچاہیے پس جب وصل اور ردیف دونون نہون روی متحرک آخر شعر مین کیونکر آسکے
اما قافیہ موصول دونون نوعون مین جیسے پسری اور مردی ساتھہ ردیف کے ہوسکتا ہے
یعنی حشو بیت مین آسکتا ہے مثلاً پسری را بروزن فعلاتن اور مردی را بروزن مفعولن
ہوگا روی موصول مطلق رہے گی مع مثال مقیدات اما مقید مجرد موصول چنانکہ گوئی دعات
و ثنات و این بے ردیف نشاید چہ از وقوع دو ساکن در حشو بیت نیفتد ت مثال مقیدات
اما پنجم مقید مجرد موصول جیساکہ کہے تو دعات اور ثنات یعنی دعا تیری اور ثنا تیری اسمین
الف روی مقید اور تا وصل ہے اور یہ ساتھہ ردیف کے سچا ہے یعنی حشو بیت مین
وقوع اسکا ممکن نہین ہے اسواسطے کہ وقوع دو ساکن کا حشو بیت مین نہین ہوتا
اور یہان الف روی اور تا ی وصل دونون ساکن ہین اور وصل حرف ساکن
ہوتا ہے پس دعات را اگر با ردیف کہین بروزن مفاعلن ہو دو ساکن باقی نرہین
اور آخر شعر مین دونون ساکن باقی رہتے ہین مع و غیر موصول چنانکہ گوئی خسبد و گند

ہر دو نوع شاید **ت** ششم مقید مجرد غیر موصول جیسا کہ کہے تو خبر اور گذر یہ قافیہ دونون
طرح ہو سکتا ہے باردیف اور بیردیف اگر آخر شعر ہوگا روی مقید رہیگی اور اگر حشو بیت
مین ہوگا تب بھی روی مقید رہیگی مثلاً خبرمرا بروزن مفاعلن ہوگا صاحب حاشیہ نے
زیر این ہر دو نوع شاید حاشیہ لکھا ہے **ح** یعنی پنجم و ششم تم کلامہ قال **م** ہفتم مقید
مردف مفرد غیر موصول چنانکہ مرد و درد و این ہم باردیف نشاید **ت** ہفتم مقید مردف
مفرد غیر موصول جیسا کہ مرد اور درد اس مین را حرف روی ہے جسکو قید کہتے ہین
اور دال روی مقید ہے یعنی ساکن اور ردیف اسمین نہین آسکتی ہے یعنی حشو مین
یہ قافیہ نہین آسکتا اسواسطے کہ ردف اور روی دونون ساکن ہین اور اجتماع ساکنین
درمیان بیت کے نہین ہوتا مثلاً مردا جب ہوگا بروزن فاعلن ہوگا روی مقید نرہیگی
اور آخر بیت مین اجتماع ساکنین ہو سکتا ہے کہ رو بروزن فاع ہوگا **م** اما ح موصول
متعذر بود از جہت آنکہ اگر باردیف باشد سہ ساکن در حشو بیت افتد و این محال است
و اگر بیردیف باشد سہ ساکن متوالی در آخر بیت افتد و این از اعتبار خارج بود
چہ اعتبار دو ساکن را بیش نیست و اگر واقع باشد بر نیگونہ بود کہ گوئی بارش و کارش
ت اما ہشتم مقید مردف مفرد موصول متعذر ہے اس سبب سے کہ اگر ساتھ
ردیف کے ہو یعنی حشو بیت مین ہو تین ساکن درمیان بیت کے پڑین ردف روی
وصل اور یہ محال ہے اور اگر بیردیف ہو یعنی آخر مین ہو تین ساکن متوالی آخر بیت
مین پڑین ردف روی وصل اور یہ اعتبار سے خارج ہے اسواسطے کہ آخر بیت مین دو ساکن سے
زیادہ معتبر نہین ہین اور اگر واقع ہو تو اسطرح واقع ہو کہ کہے تو بارش اور کارش
پس تقطیع مین ایک ساکن تین ساکنون سے گرجائے گا اور دو ساکن آخر بیت مین معتبر
ہونگے تینون ساکن معتبر نہین ہونگے **م** و اما مردف مضاعف یا ہر دو روی ملفوظ بہ باشد
و لا محالہ ہر دو مطلق باشند و الا وقوع زیادت از یک ساکن در حشو و از دو ساکن در آخر
لازم آید و یا یک مطوی باشد در لفظ و دیگر یا مطلق بود یا مقید و این سہ نوع باشد ہر یکی
یا موصول یا غیر موصول پس جملہ شش نوع باشد **ت** و اما مردف مضاعف یا دونون

حرف روی اوس مین ملفوظ بہ ہون مثلاً راستی بروزن فاعلن اِس صورت مین دونون
حرف روی لامحالہ مطلق یعنی متحرک ہونگے والا یعنی اگر ملفوظ بہ نہون وقوع ایک
ساکن سے زیادہ کا یعنی دو ساکن خواہ تین ساکن کا حشو بیت مین ہوگا اور وقوع
دو ساکن سے زیادہ کا یعنی تین ساکن کا آخر بیت مین لازم آئیگا ہرچند گنجایش ایک
ساکن کی حشو مین اور دو ساکن کی آخر مین سے ہے یا ایک حرف پیچیدہ ہوگا اور دوسرا
یا مطلق ہوگا یعنی متحرک یا مقید ہوگا یعنی ساکن اور یہ تین قسمین ہوئین اول دونون حرف
روی مطلق دوم ایک پیچیدہ لفظ مین اور دوسرا مطلق سوم ایک پیچیدہ لفظ مین دوسرا
مقید اور ہر ایک اِن تینون مین یا موصول ہوگا یا غیر موصول پس جملہ چھہ قسمین ٹھہرین تفصیل اوسکی
خانون مین یہ ہے مردف مضاعف مو نوع

هر دو روی مطلق		اول مطوی دوم مطلق		اول مطوی دوم مقید	
موصول	غیر موصول	موصول نامستعمل	غیر موصول	موصول نامستعمل	غیر موصول قابل ردیف نیست

ھ اما مردف مضاعف هردو روی مطلق موصول چنانکہ گوئی راستی و خواستی ست لیکن
مردف مضاعف جسمین دونون روی حرف روی متحرک ہون اور موصول جیساکہ کہو تو
راستی اور خواستی بروزن فاعلن الف ردف ہے اور سین اور تا روی مضاعف مطلق
اور یا وصل ھ و غیر موصول چنانکہ گوئی راست ست و خواست ست یا راست بود و خواست بود
بروزن مفتعلان و این بغایت گران باشد در لفظ و این نوع جز با ردیف نتواند بود ست
اور مردف مضاعف جسمین دونون حرف روی متحرک ہون غیر موصول جیساکہ کہے تو
راست ہست اور خواست ہست یا راست بود اور خواست بود بروزن مفتعلان اور یہ نہایت
گران ہے اور ثقیل ہے لفظ مین اور یہ نوع بجز ردیف نہین ہوسکتی پس مثالون مین
لفظ است اور لفظ بود ردیف ہے ھ اما مردف مضاعف یک روی مطوی و دیگر مطلق
موصول در لفظ قبیح بود و نامستعمل ست اما مردف مضاعف جسمین ایک حرف روی پیچیدہ

اور دوسرا حرف روی مطلق یعنی متحرک اور موصول ہے لفظ مین نہایت قبیح ہے
اور نامستعمل ہے مثلا راستی بروزن فعلن کہ تلفظ مین بھی اچھی طرح نہین آسکتا ہم
و غیر موصول در لفظ از گرانی خالی نبود اما بسیار استعمال کنند و بہ ردیف تواند بود مثالش
چنانکہ گوئی راست بود و خواست بود بروزن فاعلان ت اور مردف مضاعف جسمین
ایک حرف روی پیچیدہ اور دوسرا مطلق غیر موصول ہے لفظ مین گرانی اور ثقالت سے
خالی نہین ہے مگر بہت استعمال کرتے ہین اور بہ ردیف نہین ہو سکتا مثال اوسکی جیسا کہ
کہے تو راست بود و خواست بود بروزن فاعلان پس الف ردف ہے اور سین حرف
اول روی مضاعف پیچیدہ اور تا حرف ثانی روی مضاعف متحرک اور بود ردیف ہے
ہم اما مردف مضاعف یکروی مطلق مطوی و دیگر مقید موصول نامستعمل بود از جہت تعذر
لفظ چہ ساکنہای متوالی با آنکہ از اعتبار ساقط است باطی بعضی و اظہار بعضی دشوار
در لفظ آید ت اور مردف مضاعف ایک روی مطلق پیچیدہ اور دوسری مقید موصول
نامستعمل ہے اس جہت سے کہ تلفظ اوسکا متعذر ہے اسواسطے کہ سواکن متوالی کا یعنی
دو حرف روی ساکن سوم وصل ساکن باوصفی کہ اعتبار سے ساقط ہین ساتھہ حذف
بعضے اور اظہار بعض کے تلفظ مین آنا دشوار ہے اور اگرچہ حرف روی اول مطلق مطوی ہے
مگر ساتھہ حرف دوم مقید کے یہ بھی حکم ساکن مین ہے ہم و غیر موصول بدینگونہ بود کہ
رست و خواست و بار ردیف تواند ت اور مردف مضاعف ایک روی مطلق مطوی دوسرا
مقید یعنی ساکن اسطرح ہے کہ رست اور خواست اور یہ ساتھہ ردیف کے نہین آسکتی یعنی
اگر ردیف آوے گی روی حشو مین متحرک ہو جاوے گی مقید نرہے گی ہم پس ازین بحث
معلوم شد کہ ہمہ انواع چہاردہ است ت پس اس بحث سے معلوم ہوا کہ سب انواع
چودہ ہین یعنی آٹھہ قسمین روی مفرد کی اور چھہ قسمین روی مضاعف کی ہم سہ نامستعمل
و یازدہ مستعمل است ت تین نامستعمل ہین ایک نوع ہشتم روی مفرد کی یعنی مردف مفرد
مقید موصول اور دو روی مضاعف سے ایک مردف مضاعف ایک روی پیچیدہ دوسری
مطلق موصول دوسری مردف مضاعف ایک روی مطلق مطوی دوسری مقید موصول

اور باقی گیارہ مستعمل ہین هم وازین یازدہ ہفت مفرد وچہار مضاعف ست اور ان گیارہ سے سات مفرد ہین کسواسطے کہ جب آٹھہ سے ایک نوع نامستعمل نکل گئی سات رہین اور چار مضاعف ہین کسواسطے کہ جب چھہ سے دونون ہین نکل گئین چار رہین هم واز ہفت مفرد چہار مطلق وسہ مقید واز چہار مضاعف دو ہر دو روی مطلق ویکی ہر دو روی در حکم یک روی مطلق ویکی ہر دو روی در حکم یک روی مقیدست اور ساتون مفرد سے چار مطلق ہین اور تین مقید کسواسطے کہ ایک قسم مقید کی نامستعمل تھی نکل گئی آٹھہ مین سات رہین اور چارون مضاعف سے دو قسمین وہ ہین جنمین دونون حرف روی مطلق ہین موصول او رغیر موصول اور ایک وہ ہے جسمین دونون حرف روی حکم یک روی مطلق مین ہین اور حقیقت مین اول ملوی ہے اور ایک نوع اسکی بسبب عدم استعمال کے نکل گئی اور ایک وہ ہے جس مین دونون حرف روی حکم یک روی مقید مین ہین اور ایک نوع اسکی بسبب عدم استعمال کے نکل گئی هم وازجملہ این یازدہ نوع ست نوع با ردیف تواند بود وچہار نوع بیردیف تواند بود وچہار نوع شاید کہ با ردیف بود وشاید کہ بیردیف بودست اور ان سب گیارہ نوعون سے تین نوعین ساتھہ ردیف کے نہین ہوسکتین ایک مقید مجرد موصول دوسری مقید مردف مفرد غیر موصول تیسری مردف مضاعف ایک روی ملوی دوم مقید غیر موصول اور چار نوعین بغیر ردیف کے نہین ہوسکتین ایک مطلق مجرد غیر موصول دوسری مطلق مردف مفرد غیر موصول تیسری مردف مضاعف ہر دو روی مطلق غیر موصول چوتھی مردف مضاعف ایک روی ملوی دوسری غیر موصول اور چار نوعین با ردیف بھی ہوتی ہین اور بیردیف بھی ایک مطلق مجرد موصول دوسری مطلق مردف موصول تیسری مقید مجرد غیر موصول چوتھی مردف مضاعف ہر دو روی مطلق هم

فصل ہشتم در قافیۂ اصلی ومعمول وذکر شایگان

لفظی کہ در موضع قافیہ افتد اصلی بود یا معمول و اصلی چنان است کہ ہر لفظ را بہمان صفت کہ در اصل وضع داشتہ باشد استعمال کنند ومعمول چنان بود کہ آنرا بہ ترکیبی یا تصریفی یا تشبیہ استعمال گردانند مثلاً رست وبیدست اول اصلی ودوم معمول چہ بترکیب لفظ است با لفظ

پیدا شایستہ در موازنات قافیہ اول شدہ است ت فصل آٹھوین قافیہ اصلی
او معمول کے بیان مین اور ذکر شایگان مین جو لفظ کہ مقام قافیہ مین واقع ہوتا ہے
اصلی ہوتا ہے یا معمول اور اصلی وہ ہے کہ اوسکو اصل وضع پر استعمال کرین اور
معمول اوسکو کہتے ہین کہ جسکو کسی ترکیب یا تصریف سے شایستہ استعمال کیا ہو
مثلاً رست اور پیدا ست اول اصلی ہے اور دوسرا معمول اسواسطے کہ لفظ است کو
پیدا سے ملا کر ہنر اور رمقابلہ قافیہ اول کیا ہے یہ مثال ترکیب لفظ کی ساتھ لفظ کے ہے
مثال ثانی یہ بیت ہے ع ز الطاف خفی شاہ عادل ٭ بہر دم میرود اندست مادل ٭
اور مثال ترکیب لفظ کی ساتھ حرف کے یہ ہے بیت بافسون وعشوہ و ناز آن بت
ملنا زمن ٭ دل زدست عالمی بردست فی تنہا زمن ٭ اور ایک قسم اسکی تصریف
تحلیلی ہے کہ ایک لفظ کو دو ٹکڑے کرکے نصف کو قافیہ اور نصف کو ردیف کرین
جیسے یہ بیتین خواجہ حافظ کی ہے ع شب از مطرب کہ دل خوش باد وی را ٭ شنیدم
نالۂ جانسوز نی را ٭ عفاک اللہ من شر النوایب ٭ جزاک اللہ فی الدارین خیرا ٭
لفظ سخ قافیہ اور لفظ را ردیف واقع ہوا ہے ھم وہمچنین یاردم و افشاردم اول
اصلی و دوم معمول چہ بسبب آنکہ از لفظ افشاردن حکایت نفس در ماضی آوردہ است
و شایستہ استعمال درین قافیہ شدہ ست ت اور اسیطرح یاردم بمعنی وہی آسپ
اور افشاردم بمعنی افشردم اول اصلی اور دوم معمول ہے اسواسطے کہ قایل لفظ
افشاردن سے حکایت نفس صیغۂ ماضی مین لایا ہے اور شائستہ استعمال اس قافیہ مین
ہوا ہے ح قولہ یاردم ظاہر از کلام مصنف علام آنست کہ این لفظ بفتح دال باشد
بقرینہ قافیہ افشاردم لیکن در کتب لغت بنظر راقم الحروف نیامدہ آری یاردم بضم دال
بمعنی چرمی کہ بر پس زین اسپ اندازند در برہان موجود غالب آنست کہ دریںمعنی مرکب
از یار کہ بمعنی چرم و باغت دادہ ست و دم باشد تم کلامہ غالب کہ یہ لفظ بفتح دال بھی
استعمال شعرا مین آگیا ہو اور کشف مین چہرہ اسکا فقط بایار فارسی لکھا ہے دال سے
کچھ تعرض نہین کیا اور درصورتی کہ بضم دال ہو تو قافیہ عیب دار ہوگا اور اگر موصولہ ہوگا

عیب بھی بر طرف ہو جائیگا م و در تازی در نابہ کہ اسم فاعل از نیابت باشد و نابہ کہ ناب
باشد بای ضمیر یکی اصلی باشد و دیگری معمول ت اور تازی مین نابہ اسم فاعل نیابت سے
بمعنی بزرگی اور نابہ ناب سے بمعنی دندان پیشین ساتھ ہای ضمیر کی ایک اصلی ہے
دوسرا معمول م و ہرگاہ کہ از قافیہ مرکب یک جزو مکرر باشد و در ہر دو منع تکرار بیک معنی
آید آن قافیہ را شایگان خوانند و مراد از شایگان کثرت نامحدود است چہ گنج شایگان
گنجی را گویند کہ در وی مال بسیار و بیحد باشد مثال قافیہ شایگان الف و نون بمعنی جمع کہ
در اسپان و مردان باشد یا بمعنی فاعل چنانکہ در روان و نگران و جویان باشد و ہا و الف
جمع کہ در سرہا و دستہا باشد و یای نکرہ کہ در اسپی و مردی باشد و دال استقبال کہ گوید
وکند و دہد باشد و استعمال شایگان در قافیہ جائز نباشد و تحقیق چنان اقتضا می کند کہ استعمال
یک قافیہ از شایگان روا بود مثلاً در قصیدہ کہ قافیہ او نہان و گران و جہان باشد روا بود
کہ اسپان ایراد کنند و نشاید کہ الف و نون جمع در قافیہ دیگر بیارند مثلاً گویند خران چہ الف و
نون در اسپان و خران بیک معنی است پس قافیہ مکرر شدہ باشد و علت قبح شایگان
تکرار قافیہ است بیک معنی ت اور جسوقت کہ قافیہ مرکب سے ایک جزو مکرر واقع
ہوتا ہے اور سب جگہہ تکرار ایک معنی پر آتی ہے اوس قافیے کو شایگان کہتے ہین
یعنی ایطای جلی اور مراد شایگان سے کثرت نامحدود ہے اسواسطے کہ گنج شایگان
اوس گنج کو کہتے ہین جسمین مال بہت اور بیحد ہو اور قافیہ شایگان مین بھی تکرار ایک معنی کی
بکثرت ہے مثال اسکی جیسے الف اور نون بمعنی جمع اسپان اور مردان مین ہے یا
بمعنی فاعل جیسے روان اور نگران اور جویان مین ہے اور ہا اور الف جمع کا جیسا
سرہا اور دستہا مین ہے اور یای نکرہ جیسے اسپی اور مردی مین ہے اور دال استقبال
جیسے گوید اور کند اور دہد مین ہے اور استعمال شایگان کا قافیے مین جائز نہین ہے اور
تحقیق یہ چاہتی ہے کہ استعمال ایک قافیہ شایگان کا روا ہو مثلاً جس قصیدے مین
کہ قافیہ نہان اور گران اور جہان ہو روا ہے کہ اسپان لائین اسواسطے کہ ایک جگہہ سے
فقط تکرار ایک معنی کی لازم نہین آتی ہے اور نہ چاہیے کہ الف اور نون جمع کا اور قافیہ مین بھی

لانی مثلاً کہین گنج سران کہ جمع خر ہے اسواسطے کہ الف اور نون اسپان اور خران مین
بیک معنی ہے پس قافیہ مکرر ہوا اور سبب قبح شایگان کا تکرار قافیہ ہے ایک معنی پر
اور غیاث مین برہان اور سراج سے لکھا ہے کہ شایگان بمعنی فراخ و لائق و سزاوار ہے
اور ہر چیز کہ بہتر اور خوب لائق بادشاہ کے ہو اسواسطے کہ اصل اسکی شاہگان تھی حرف ہا کو
ہمزہ ملینہ سے بدل کیا اور نام ایک گنج کا ہے گنجہا سے خسرو پرویز سے اور بمعنی بیکار لینے
کا بہمزہ اسواسطے کہ یہ امر بھی تحکم کا ہے اور تعلق شاہ اور حاکم سے رکھتا ہے اور
ایک نوع ہے قافیہ معیوب سے جیسے صیغے اسم فاعل کے گریان اور خندان انکو ساتھ
زبان اور فغان کے قافیہ کرین یا اون لفظونکو جنمین یا اور نون نسبت ہو جیسے سیمین
اور آہنین ساتھ جبین اور کمین کے یا الف اور نون جمع ہو ساتھ اون لفظون کے
جنمین یا اور نون ذات کلمہ سے ہو قافیہ کرین جیسے دوستان اور یاران کو ساتھ
زبان اور کان کے اور اسیطرح صفات اور حادثات اور کائنات اور ایسے قافیے کو
فقط ایک جگہہ لانا مضائقہ نہین درست ہے تمام ہوا ترجمہ عبارت کتاب لغت مذکور کا
ھم اما شعرا از شایگان احتراز کردہ اند تا بحدی کہ آن یک قافیہ کہ جائز است ہم نیاوردہ اند
از سبب شہرت قبحش مگر آنجا کہ شعر مُردّف بود چہ ردیف عیب قافیہ بپوشاند و در شعر
مُردّف ہم زیادہ از یکے نیاورند البتہ تت اما شاعرون نے شایگان سے احتراز
کیا ہے یہانتک کہ ایک جگہہ ایک قافیہ لانا جو جائز ہے اوسکو بھی نہین لاتے ہین
بسبب شہرت قبح شایگان کے مگر جہان کہین کہ شعر مُردّف یعنی باردیف ہو وہان شایگان
کا لانا مضائقہ نہین کہ ردیف عیب قافیے کا چھپاتی ہے اور شعر مردف مین بھی زیادہ
ایک جگہہ سے نہین لاتے ہین البتہ ھم و در لغت عربی بایستی کہ شایگان اعتبار
کردندی چنانکہ در مومنات و مسلمات و نصرت و ضربت و در ضمائر و امثال آن الا آنکہ
قدما از ان تغافل بودہ اند و محدثان کہ شعر آراستہ گویند اعتبار کنند تت اور لغت عربی مین
یعنی قافیہ ہای لغت عربی مین چاہیے تھا کہ شایگان کو اعتبار کرتے جیسا مسلمات اور
مومنات اور نصرت اور ضربت مین اور ضمائر مین مثل جالہ اور خسابہ کے اور جو مثل اسکے ہو

مگر قدما اس سے آگاہ نتھے اور متاخرین کو شعر آراستہ کہتے ہین اعتبار کرتے ہین
اور اپنے کلام مین ایسا سمجھکر نہین لاتے ہین ۔ **فصل نہم** دربعضی احکام قوافی بر مذہب پارسی
گویان گاہ بود کہ از ایراد یک قافیہ ودو قافیہ در شعر معلوم نشود کہ قافیہ از کدام نوع است
چہ شاعر را مجال تصرف باقی بود کہ از نوعی بنوعی دیگر نقل کند مثلاً اگر در قصیدہ در موضع
قافیہ آزار و بازار را ایراد کند شاید کہ بعد ازان گفتار و کردار آورد تا قافیہ مُردف باشد و روی
حرف را بود و مقید بود و بیردیف باشد ست **فصل نوین** بعضی احکام قوافی مین موافق مذہب
فارسی گویون کے کبھی ایک قافیہ اور دو قافیے کے ایراد سے شعر مین معلوم نہین ہوتا کہ
قافیہ کس قسم کا ہے اسواسطے کہ شاعر کو قدرت تصرف کی باقی رہتی ہے کہ ایک نوع سے
طرف دوسرے نوع کے نقل کرے مثلاً اگر قصیدے مین قافیہ آزار اور بازار کا ایراد کرے
سزاوار ہے کہ بعد اوسکے گفتار اور کردار لاوے کہ قافیہ مردف ہو یعنی الف ردف ہو اور را
روی مقید اور بیردیف ہو ہم و شاید کہ بعد ازان رزار و سازار گوید تا قافیہ ازو باز و راز
و ساز بودہ باشد و آر در آخر ہمہ ردیف باشد و شاید کہ قافیہ بود و الا شایگان بودہ باشد
و این قافیہ ہم مُردف بود و روی حرف زا بود و مطلق بود و با ردیف باشد ست
اور سزاوار ہے کہ بعد اوسکے رزار اور سازار کہے یعنی راز اور ساز کو لاوے تا قافیہ
آزار اور بازار اور راز اور ساز ہو اور کلمہ آر سب جگہہ ردیف اور سمجھا ہے کہ یہی آر قافیہ ہو ورنہ
شایگان ہوگا اسواسطے کہ آر سب جگہہ ایک معنی پر ہے اور یہ قافیہ بھی مثل قافیہ
اول کے مردف ہے یعنی الف ساز اور باز مین ردف ہے اور حرف زا روی ہے
اور مطلق یعنی روی متحرک ہے اور ساتھہ ردیف کے ہے یعنی کلمہ آر سب جگہہ ردیف ہے
ہم و باردیگر بعد ازان ہم شاید کہ چرا زار و گیا زار آورد تا قافیہ او با ورا و سا و چرا و گیا
بودہ باشد و زار در آخر ہمہ ردیف بود و شاید کہ قافیہ بود و الا در بعضی شایگان افتد
و این قافیہ مجرد بود و روی کہ حرف الف است مقید بود و با ردیف بر این قیاس باید کرد
در دیگر مواضع ست اور پھر بعد اوسکے بھی سزاوار ہے کہ چرا زار اور گیا زار قافیہ
لاوے چرا زار یعنی جای چرنیدن اور گیا زار مخفف گیاہ زار یعنی جای روئیدن گیاہ

تا قافیہ آ اور با اور را اور سا اور چرا اور گیا ہو اور زار سب جگہ ردیف پڑے اور نچاہیے
کہ یہی زار قافیہ ہو ورنہ بعض جا شایگان واقع ہوگا یعنی جیسے چرانار اور گیا زار ہے کہ زار
ان مین بیک معنی پڑے گا اور سازار و چرازار مین نہ پڑے گا کہ سازار مین از نکلتا ہے
اور چرانار مین زار اور یہ قافیہ آ اور با اور سا وغیرہ کا مجرد ہوگا یعنی بیروف و تاسیس اور
روی کہ حرف الف ہے مقید ہوگا یعنی ساکن اور یہ قافیہ ردیف کے ساتھہ ہوگا کہ زار
ردیف ہے اور یہی قیاس کیا چاہیے اور مواضع مین ھم و بدانکہ ہر چند از بحثہای گذشتہ
معلوم شد کہ چون الفاظ قافیہ متحد باشد اختلاف معانی واجب بود تا قافیہ مکرر نباشد
اما باید کہ معلوم شد کہ آن اختلاف لازم نباشد کہ از جہت تعدد معانی تنہا بود بلکہ شاید کہ
از جہت وجود معانی و عدمش باشد و در طرف وجود ہمچنانکہ بتعدد معانی مغایرت
حاصل آید در طرف عدم باختلاف تعلق معانی ہم مغایرت حاصل آید و اما اختلاف
کہ بسبب وجود معنی و عدمش باشد چنان بود کہ در لفظ یکبار بانفراد دال بود بر معنی و یکبار
بانفراد دال نبود بلکہ جزوی باشد از کلمہ کہ آن دال بود مانند لفظ بار کہ بانفراد دال است
بر مرغی و چون جزوی باشد از لفظ بازار بمعنی سوق بانفراد دال نبود ت اور معلوم ہو
کہ ہر چند بحثہای گذشتہ سے دریافت ہوا کہ جب الفاظ قافیہ متحد اور ایک ہون
اختلاف معانی کا واجب ہے جیسے عین ایک جگہہ بمعنی چشم اور ایک جگہہ بمعنی آفتاب
لیکن یہ بھی معلوم رہے کہ وہ اختلاف لازم نہین ہے کہ جہت تعدد معانی سے تنہا ہو
یعنی فقط یہی اختلاف نہین ہے کہ ایک لفظ کے دو معنی ہون بلکہ لائق ہے کہ وہ اختلاف
جہت وجود و عدم معانی سے ہو یعنی ایک جگہہ لفظ بامعنی ہو اور ایک جگہہ بیمعنی ہو اور
جیسے بامعنی ہونے مین درمیان تعدد معانی کے مغایرت حاصل ہوجاتی ہے ویسے ہی
بیمعنی ہونے مین بھی بسبب اختلاف تعلق معانی کے مغایرت حاصل ہوجاتی ہے
یعنی جزو لفظ کہ قافیہ ہوتا ہے بسبب تعلق کل لفظ بامعنی کے ہر گز تعلق مین اختلاف
رکھتا ہے مثال اسکی محقق علیہ الرحمہ نے خود لکھی ہے اما جو اختلاف کہ بسبب وجود معنی اور عدم معنی کے
ہوتا ہے اوسکی صورت یہ ہے کہ لفظ مین ایکبار تنہا دلالت کرنے معنی پر اور ایکبار

تنہا دلالت نکرسے معنی پر خود بمعنی ہو بلکہ ایک جزو ہو کلمے سے کہ وہ کلمہ دال ہو معنی پر مانند
لفظ بازکے کہ یہ باز تنہا دال ہے ایک مرغ شکاری پر اور جب یہی باز جزو ہو لفظ بازار کا بمعنی
شوق تنہا دال نہوگا معنی پر پس اس صورت مین باز ایک جگہہ بامعنی ہے اور ایک جگہہ بے معنی
ھم و امّا اختلاف کہ بسبب تعدد معانی بود چنانکہ لفظ باز کہ بانفراد دال است بر مرغی دیگبار
دال بود بر معنی معاودت چنانکہ گویند باز چنین کرد یعنی دیگر بار چنین کرد ست و امّا اختلاف
کہ بسبب تعدد معانی کے ہوتا ہے اوسکی صورت یہ ہے کہ جیسے لفظ باز بانفراد دال ہے
معانی متعددہ پر ایکبار دال ہے مرغ شکاری پر اور ایکبار دال ہے معنی معاودت پر جیسا کہ
کہتے ہین کہ باز چنین کرد یعنی دوسری بار ایسا کیا یہان باز دونون جگہہ بامعنی ہے بانفراد
ھم و امّا اختلاف کہ بسبب اختلاف تعلق بود معانی مختلف در حال عدم دلالت بانفراد
چنین بود کہ بازار باشتراک مثلاً بسوق افتد و بر معنی دیگر لفظ باز آرد بہر دو حالت یک حکم
نتواند بود ست و امّا اختلاف کہ بسبب اختلاف تعلق معانی مختلفہ کے حالت عدم
دلالت مین بانفراد ہوتا ہے اوسکی صورت یہ ہے کہ جیسے بازار کہ بازار مین ملا ہوا معنی سوق
پر ہے اور اسیطرح بمعنی دیگر لفظ بازار یعنی جو اور معنی لفظ بازار کے ہین اسمین بھی یہی صورت ہے
چنانچہ غیاث اور بہار عجم مین لکھا ہے کہ بازار بمعنی سود در معاملہ اور رونق و تارکی کی بھی
آگیا ہے پس دونون حالتو نمین ایک حکم نہین ہو سکتا یعنی ایک بار بازار مین بمعنی شوق کر
اور ایک بار بازار مین بمعنی رونق ہے اگرچہ دونون بار بانفراد معنی نہین رکھتی مگر بجہت تعلق
معانی کے اختلاف انمین حاصل ہے ح زیر عبارت بمعنی دیگر لفظ بازار یہ ہے کہ یہی باجبار
فتامل پس صورتین تین ٹھہرتین ایک اختلاف بوجود معنی دوسری اختلاف بعدم معنی
بانفراد تیسرے اختلاف بوجود معنی و بعدم معنی بانفراد ھم و مثال جامع این ہر سہ اختلاف
اگر لفظ گردون چہار بار ایراد کنند و قافیہ گرداند و دو دون ردیف و گردون دو موضع بانفراد
دال بود یکی بمعنی حرف شرط و دیگی بمعنی چرخ و در دو موضع بانفراد دال نبود بلکہ جزو باشد از مجموع کلمہ مجموع یکبار دال
بر عجلہ بود و یکبار دال بود بر فلک این اختلافات گفتہ حاصل شود واز مراد ہمہ جا بود قافیہ مقتضی تکرار نبود و این نیز اعلم
ست اور مثال جامع ان تینون اختلافون کی اگر لفظ گردون کا چار بار ایراد کرین قافیہ اور

قافیہ گر ہوا اور دون ردیف اور گرد و جگہہ تنہا دال ہو معنی پر ایک جگہہ بمعنی حرف شرط کے
مخفف اگر ہے اور ایک جگہہ بمعنی جَرَب یعنی خارش اور دو جگہہ تنہا دال نہو معنی پر بلکہ ایک جزو
مجموع کلمہ سے ایک مرتبہ دال مجلہ پر بمعنی ارابہ اور ایک مرتبہ دال فلک پر یہ اختلافات مذکور
حاصل ہون یعنی یہ تینون اختلاف حاصل ہون ایک یہ کہ گر بمعنی شرط اور گر بمعنی خارش
یہ اختلاف بوجود معنی ہوا دوم گر جو گردون مین ہی بمعنی ارابہ اور گر جو گردون مین ہے
بمعنی فلک یہ اختلاف بعدم معنی ہوا کہ گر اِن مین بانفراد معنی نہین رکھتا مگر تعلق ہے
اسکو الفاظ معنی دار سے سوم اختلاف بوجود و عدم معنی کہ ان دونون سے کے انضمام سے
حاصل ہوتا ہے اور وارد کرنا چارون کا قافیے مین مقتضی تکرار نہین ہے واللہ اعلم
جرب بفتحتین و بارسو صد مرض خارش کشف اور منتخب اور بحر الجواہر اور صراح سے
کذا فی الغیاث گردون فلک و ارابہ کہ بہندی گاڑی گویند غیاث سے عجلہ بفتحتین آلتی
کہ از آن گاو میکشند منتخب سے م فصل دہم در عیوب قوافی فارسی از آنچہ در باب عیوب
قوافی شعر تازی گفتہ آمد عیوب قوافی شعر فارسی معلوم توان کرد و بر قیاس گذشتہ اخوا
عیوب چہار قسم باشد ت فصل دسوین عیوب قوافی فارسی مین جو کچھہ کہ مقدمہ
عیوب قوافی شعر تازی مین کہا گیا عیوب قوافی شعر فارسی بھی اونہین سے معلوم
کیا چاہیے یعنی وہی عیوب یہان بھی ہین اور موافق گذشتہ کے یہان عیوب کی
چار قسمین ہین م قسم اول آنچہ تعلق بردف داشتہ باشد و آن دو نوع بود اول اختلاف
حذو مثلا مَرد و دُرد و وُرد و اگر قافیہ مطلق بود چنانکہ دَستہ و رُستہ و بستہ عیب پوشیدہ
تر باشد ت قسم اول جو تعلق ردف سے رکھتی ہے اور وہ دو طرح پر ہے اول
اختلاف حذو کا یعنی حرکت ماقبل ردف کا اور ردف مین قید بھی شامل ہے جیسے کہ
مَرد اور دُرد اور وُرد اور ورد بمعنی وظیفہ سے ہے اور اگر قافیہ مطلق ہو یعنی متحرک جیسے کہ دَستہ
اور رُستہ اور بستہ سے ان مین عیب یعنی اختلاف حذو پوشیدہ تر ہے کمال اسمعیل
کہتا ہے ع گر سوز دلم یکنفس آہستہ شود ؎ از درد دلم راہ نفس بستہ شود ؎ و دیدہ
زران آب ہمی گردانم ؎ تا ہر چہ بنقش قسمت آن شستہ شود ؎ م دوم اختلاف ردف

و اختلاف بحروف متباعد المخرج ظاہر و قبیح بود و بآن سبب استعمالش کمتر اتفاق افتد
اما بحروف متقارب چنانکہ در دور و شور و شیر و شیر کہ بکار دارند و ہم قبیح باشد مگر و بعضے کسانیکہ
ہر دو کلمہ بیک حرف گویند و جمع مردف و غیر مردف بحقیقت راجع بہمین قسم باشد ت
دوسرا اختلاف حرف ردف کا عیب ہے اس مین اختلاف بحروف متباعد المخرج
عیب ظاہر اور قبیح تر ہے اور اسی سبب سے استعمال اوسکا کمتر اتفاق پڑتا ہے لیکن
اختلاف بحروف متقارب جیسے کہ دور اور شور اور شیر بمعنی اسد اور شیر بمعنی لبن مین جسے
استعمال کرتے ہین مگر یہ بھی قبیح ہے اور دور مین واو معروف اور شور مین واو مجہول
اور شیر بمعنی اسد مین یای مجہول اور شیر بمعنی لبن مین یای معروف حقیقت مین
دو حرف ہین اور قریب المخرج ہین مگر جن لوگون کی زبان مین دونون سے ایک
حرف ہین یعنی واو و یای معروفہ اور مجہولہ کو ایک حرف جانتے ہین اونکے نزدیک
کچھ عیب نہین اور جمع ہونا مردف اور غیر مردف کا بحقیقت راجع بہمین قسم ہے یعنی
اختلاف ردف ہے اور عیب ظاہر ہے ھ قسم دوم آنچہ تعلق بروی داشتہ باشد
و آن چہار نوع است ت قسم دوسری عیوب قوافی فارسی کی وہ ہین جو تعلق حرف
روی سے رکھتی ہے اوسکی چار نوعین ہین ھ ا اختلاف توجیہ چنانکہ در اختر و عنصر و شاعر
و اگر را متحرک شود این عیب مرتفع گردد چہ آنجا حرکت ماقبل را توجیہ نبود بلکہ از حساب
قافیہ نبود بدانکہ در پارسی میان اختلاف بفتح و ضم و یا بفتح و کسر میان اختلاف بضم
و کسر آن مباینت نباشد کہ در تازی اعتبار میکنند و ہمہ را یک حکم باشد ت نوع
اول اختلاف توجیہ ہے جیسا کہ اختر اور عنصر اور شاعر مین کہ اختر مین حرکت ماقبل
روی ساکن فتحہ اور عنصر مین ضمہ اور شاعر مین کسرہ ہے اور اگر حرف را ان تینون
متحرک ہو یہ عیب دور ہو جاوے اسواسطے کہ حرکت ماقبل حرف را توجیہ نرہیگی بلکہ حساب
قافیہ سے نہوگی اس صورت مین قافیہ فقط رای متحرک ٹھہری حرکت ماقبل اوسکی
داخل قافیہ نہوئی اور معلوم کر تو کہ فارسی مین درمیان اختلاف بفتح و ضم یا بفتح
و کسر کی اور درمیان اختلاف بضم و کسر کے کچھ فرق نہین ہے جیسا کہ تازی مین اعتبار

کرتے ہین اور محمود اور حمید کا قافیہ لاتے ہین یہان پارسی مین سب کا ایک حکم ہے
هم سب اختلاف حرف روی و چنانکہ در حروف گفتیم بحروف متباعد ظاہر تر و شنیع تر
باشد و بحروف متقارب پوشیدہ تر چنانچہ سُتو و چارسو و مری و علی و گرگ و ترک
ت نوع دوسری اختلاف حرف روی کا عیب ہے اور جیسا کہ بیان روف مین
کہا ہے کہ بحروف متباعد المخرج اختلاف عیب ظاہر تر اور شنیع تر ہے اور اختلاف
بحروف متقارب پوشیدہ تر یہان بہی وہی صورت ہے جیسا سُتو بواو مجہولہ اور
چارسو بواو معروفہ اور مری بیاء مجہولہ اور علی بیاء معروفہ اور گرگ بکاف فارسی اور ترک
بکاف تازی مین کہ انکا عیب بسبب قریب المخرج ہونے کے بیکدیگر کمتر ہے اختلاف
متباعد المخرج سے سُتو بکسر اول و ثانی بواو مجہول رسیدہ طنبور کو کہتے ہین کہ
تین تار رکھتا ہو اور زند قلب روکش کو بھی کہتے ہین کہ اندر مس یا آہن ہو اور باہر نقرہ
یا طلا برہان سے اور مری بکسر اول و یاء تحتانی مجہول بروزن ہری بمعنی کوشیدن اور
برابری کردن ہے کسی سے قدر اور مرتبہ اور بزرگی مین بمعنی خصومت اور یکدل بودن
بدکرداری بہی ہے یہ ہے برہان سے ح چہ در سُتو و چارسو حرف روی مختلف است
کہ اول با و ثانی سین است و در مری را و در علی لام و در گرگ کاف فارسی و در ترک کاف
تازی تم کلامہ قال هم ج اختلاف مجری و قبح آن پوشیدہ نماند مگر کہ اختلاف وصل
باشد بدو حرف متقارب چنانکہ پسری در خطاب و خبری در نکرہ پس کثرت مختلف است
و شاید کہ بر بعضی مردم ملتبس گردد خاصہ کہ با ردیف بود ت نوع تیسری اختلاف مجری
یعنی حرکت روی کا اور قبح اوسکا پوشیدہ نہین رہتا مگر جسوقت کہ اختلاف وصل ہو
ساتھہ دو حرف متقارب المخرج کے جیسا کہ پسری حالت خطاب مین یعنی پسر ہے تو
اور خبری حالت نکرہ مین پس کسرہ حرف را کا مختلف ہے ایک جگہہ معروف
اور ایک جگہہ مجہول اور دونون یاء معروف اور یاء مجہول قریب المخرج ہین شاید کہ
اس صورت مین یہ دونون حرف بعض مردم پر ملتبس ہون علی الخصوص جسوقت ردیف
بہی ساتھہ ان قافیون کے ہو هم واختلاف حرکت روی مفرد یا روی مضاعف چنانکہ